Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون: ۴۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۳۵ | جمعرات ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ، ۲۰ ظہور ۱۳۵۶ ہش، ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء | نمبر ۱۸۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۸ ظہور اگست۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کراچی میں قیام فرما ہیں حضور کی صحت کے بارے میں جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں آمدہ ۱۵ اگست کی اطلاع کے مطابق

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب کرام التزام اور توجہ سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو ہمیشہ صحت و سلامتی اور خیر و عافیت سے رکھے۔ آپ کو تندرستی اور خوشحالی والی اور اپنی برکتوں فضلوں اور رحمتوں سے معمور لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین ؂

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت ہائی بلڈ پریشر اور کمزوری کی وجہ سے ناساز ہے۔

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو صحت کامل و عاجل عطا کرے اور لمبی بابرکت زندگی سے نوازے۔ آمین ؂

عزیز رانا محمد اسلم صاحب طاہر جو خاکسار کے بھائی چوہدری خورشید احمد صاحب راولپنڈی کے داماد ہیں فرینکفورٹ (جرمنی) میں شدید بیمار ہیں ہسپتال میں داخل ہیں۔

بزرگان سلسلہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ عزیز موصوف کی صحت و درازی عمر کے لیے دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

عبدالواحد۔ نائب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ

ایکسیڈنٹ کی چوٹوں کے بعد پٹی کھل گئی ہے لہٰذا اب خاکسار ربوہ آگیا ہے ابھی کندھوں میں درد ہے۔

احباب سے شفائے کامل و عاجل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ منیر الدین احمد

سابق مبلغ سویڈن

خاکسار کا بڑا بیٹا عبدالحی تشویشناک طور پر بیمار ہے۔ احباب سے دعا کی عاجزانہ درخواست

(ڈاکٹر عبدالقدوس نواب شاہ)

کیا آپ؟
چندہ عام حصہ آمد
چندہ جلسہ سالانہ
ادا فرما چکے ہیں؟
(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

عالمِ سفلی و علوی کے ذرہ ذرہ میں خدا تعالیٰ ہی کی طاقت پوشیدہ اور جلوہ گر ہے

یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے

ارشاد باری تعالیٰ | اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (النور: ۳۶)

ترجمہ:۔ اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم | يَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الْمُتَعَالُ يُمَجِّدُ نَفْسَهٗ۔ (مسند احمد ص۸۸)

ترجمہ:۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بڑی طاقتوں والا اور نقصان کی تلافی کرنے والا ہوں۔ میرے لیے ہی بڑائی ہے۔ میں بادشاہ ہوں۔ میں بلند شان والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی ذات کی مجد اور بزرگی بیان کرتا ہے۔

ملفوظات | "اس میں کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں۔ یہ اسی کی طاقت زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔ وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہو کر انکو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔ اسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے اسی کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کو تازہ کرتی ہے اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔ یہ اسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے۔ مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق۔ مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے۔ اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے۔ یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل میں بن گیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے۔ مگر دراصل وہ صفات اس کی نہیں بلکہ آگ کی ہیں۔ اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی و علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو ان میں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتداء میں اسی کے کلمے تھے جو اس کی قدرت نے ان کو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کرے گا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے؟ کیا خدا ان کے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا۔ مگر ان کو سوچنا چاہیئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ آفتاب میں کچھ کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں تری آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید ہے اور تمام روحانی امور کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے۔

(نسیم دعوت ص۵۸-۶۰)

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

قیمت:۔ ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۹ شوال ۱۴۰۱ھ

۲۰ ظہور ۱۳۶۰ ہش

حصولِ نصرتِ الٰہی کا قرآنی طریق

بعثتِ مامورین کی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ انہیں اور ان کے متبعین کو ابتداءً انتہائی صبر آزما حالات میں سے گزرنا پڑا اس لئے کہ ان کی قوم جن کی اصلاح اور ہدایت و راہنمائی کے لئے انہیں مبعوث کیا جاتا تھا ان کی آواز پر کان دھرنے کی بجائے ان کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی تھی اور ان کے درپے آزار ہو کر ان پر ظلم ڈھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی تھی۔ انہیں ان انسانیت سوز مظالم پر تو اتنی تشویش نہ ہوتی تھی اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی راہ میں ہر دکھ اور تکلیف بطیب خاطر برداشت کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے۔ البتہ یہ امر ان کے لئے از حد تشویش اور تکلیف کا موجب ہوتا تھا کہ لوگ ہدایت کو قبول کرنے کی بجائے اس سے دور تر ہٹ کر اس کی مخالفت میں حد سے زیادہ تجاوز کر کے اور ظلم کی راہ پر گامزن ہو کر خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں اور اس کی امان میں آنے کی بجائے اس کے قہر کو دعوت دے رہے ہیں۔

چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تیرہ سالہ مکی دور میں قریش مکہ کی انتہائی ظالمانہ روش کی وجہ سے از حد صبر آزما حالات میں سے گزرنا پڑا اور آپؐ ان کی اس قابلِ رحم حالت کی وجہ سے دردمند ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بار بار تسلی دی اور معجزانہ تائید و نصرت کا وعدہ فرمایا۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (الانعام آیات ۳۴-۳۵)

ترجمہ:۔ ہم یقیناً جانتے ہیں (اور یہی بات سچی ہے) کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ تجھے ضرور غمگین کرتا ہے کیونکہ وہ تجھ کو (ہی) نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں (یعنی خدا تعالیٰ کی تکذیب کی وجہ سے تجھے غم ہوتا ہے تجھے اپنی فکر نہیں) اور تجھ سے پہلے رسولوں کو بھی یقیناً جھٹلایا جا چکا ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ انہیں جھٹلایا گیا اور انہیں تکلیف دی گئی وہ صبر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تیرے پاس رسولوں کی بعض خبریں آ ہی چکی ہیں (یعنی یہ کہ کس طرح انہیں جھٹلایا گیا انہیں تکالیف دی گئیں، انہوں نے ان تکالیف پر صبر کیا، بالآخر ہماری طرف سے مدد آئی اور وہ غلبۂ حق کے مقصد میں کامیاب ہوئے۔)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ تمام نبیوں اور مامورین الٰہی کو ایک جیسے حالات میں سے گزرنا پڑا۔ ہر نبی کی قوم نے اس کی شدید مخالفت کی، طرح طرح کی اذیتیں اسے اور اس کے ماننے والوں کو پہنچائیں۔ انہوں نے ان تکلیفوں، اذیتوں، اتلاف حقوق اور ہر قسم کی زیادتیوں پر صبر کیا، وہ صبر کرتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ وقت آ پہنچا کہ جب خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی غیر معمولی اور فیصلہ کن تائید و نصرت سے نوازا۔ اور انہیں ان تکلیفوں، اذیتوں، اتلاف حقوق اور سراسر ناروا زیادتیوں سے نجات دلا کر انہیں غلبۂ حق کے مقصد میں کامیاب کر دکھایا لیکن اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کے اس حتمی وعدہ کے باوجود ان کے لئے یہ ضروری قرار دیا کہ وہ صبر کے حقیقی مفہوم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس دوران ہر قسم کے شر و فساد سے پرہیز کرتے ہوئے سنوار سنوار کر نیکیاں بجا لاتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کو تضرع اور عاجزی کے ساتھ اپنی مدد کے لئے پکارتے رہیں اور اس سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں ہی مقررہ وقت پر اپنی مدد بھیجے گا اور انہیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا:۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الاعراف آیات ۵۶-۵۷)

ترجمہ:۔ تم اپنے رب کو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی پکارو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ اور اس (یعنی خدا) کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارو۔ اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے۔

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تضرع اور عاجزی سے دعائیں کرنے کے حکم کے علاوہ انہیں متعدد دعائیں سکھائیں کہ وہ یہ دعائیں بکثرت کیا کریں تاکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کر کے اس کی تائید و نصرت کے مورد بن سکیں۔ ان میں سے چند دعائیں ہم بطور نمونہ یہاں درج کرتے ہیں:۔

(۱) رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ آیت ۲۵۱)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہم پر قوتِ برداشت نازل کر اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور منکروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

(۲) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (آل عمران آیت ۱۴۸)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہمارے قصور (یعنی کوتاہیاں) اور ہمارے اعمال میں ہماری زیادتیاں معاف کر اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر اور منکروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

(۳) رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۹۰)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچ کے مطابق فیصلہ کر دے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضؓ کی یہ اور اسی طرح کی تمام دوسری متضرعانہ دعائیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں جنابِ الٰہی میں مقبول ہوئیں اور ایسا عظیم الشان انقلاب رونما ہوا کہ دنیا ششدر رہے بغیر نہ رہی کہ وہ کمزور و بے بضاعت بندے جو ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اور ظاہر بینوں کو جن کی ہستی کا لعدم ہوتی نظر آ رہی تھی بالآخر خدائی تائید و نصرت کے نتیجہ میں کامیاب ہوئے اور وہ زور آور اور طاقتور جنہوں نے ان کے خلاف ظلم کا بازار گرم کر رکھا تھا خود مغلوب ہوئے بغیر نہ رہے۔ یہ نتیجہ تھا عدیم النظیر صبر اور عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کا۔ صبر اور دعاؤں کے نتیجہ میں مظلوموں کو خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے نوازا اور انہیں کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کی رو سے مصائب اور مشکلات میں صبر سے کام لینا اور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا تائید و نصرتِ الٰہی کے حصول کا حتمی اور یقینی ذریعہ ہے۔ اور یہی وہ طریق ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے حقیقی مومن مشکلات و مصائب کا مقابلہ کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
اخبار الفضل
خود خرید کر پڑھے۔ (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کے بارہ میں سکھ ودوانوں کی عجیب وغریب غلط بیانیاں

مکرم گیانی عباد اللہ صاحب، ربوہ

اسلام دنیا میں اس لحاظ سے مظلوم ترین مذہب ہے کہ اس پر چاروں طرف سے لوگوں نے عجیب وغریب قسم کے اعتراضات کئے ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہوگا جب دنیا کے کسی نہ کسی حصہ سے اس پر کوئی نہ کوئی اعتراض نہ کیا گیا ہو اور عجیب وغریب باتیں اس کی طرف منسوب نہ کی گئی ہوں۔ اس تعلق میں سکھ ودوان بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ ان کی طرف سے بھی اسلام کا تعارف کراتے وقت بہت سی بے بنیاد اور لغو باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ خاکسار کو جب بھی کسی غلط اور بے بنیاد بات کا علم ہوا اس کا نوٹس لینے کی کوشش کی گئی۔ اس کتاب کے مصنف یا مضمون نگار کو توجہ دلائی گئی جن میں سے تو بعض نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے آئندہ اس کی اصلاح کا یقین دلایا اور بعض نے تصحیح کر بھی دی۔ چنانچہ ذیل میں ہم اس کی کچھ مثالیں پیش کئے دیتے ہیں۔

۱۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے ۱۹۶۹ء میں مختلف جنم ساکھیوں سے بعض ساکھیاں لے کر ایک نئی جنم ساکھی مرتب کی گئی اور اس کا نام "پوراتن جنم ساکھی گورونانک جی" تجویز کیا گیا۔ (ملاحظہ ہو "آدساکھیاں" صفحہ ۱۷، صفحہ ۷۷ وغیرہ) اس جنم ساکھی کے مؤلف مشہور سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر سردار شمشیر سنگھ جی "اشوک" ہیں۔ آپ نے اس جنم ساکھی کے آخر میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مندرجہ ذیل معلومات بہم پہنچائی ہیں۔

"محمد صاحب حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) دینِ اسلام کے آخری پیغمبر جن کی ولادت قریشی خاندان میں عبدالمطلب کے گھر حضرت بی بی آمنہ کے بطن سے ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو مکہ معظمہ (عرب) میں ہوئی تھی آپ ۴۰ سال کی عمر میں خدا کی طرف سے (حضرت) جبرائیل کے ذریعہ پیغام ملنے پر پیغمبر منتخب ہوئے۔ ۶۳۲ء میں ان کا وصال مدینہ (شریف) میں ہوا۔"

(پوراتن جنم ساکھی سری گورونانک دیو جی کی صفحہ ۲۵۰)

تمام تاریخ اس پر شاہد ہے کہ حضرت عبدالمطلب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ آپؐ کے والدِ ماجد کا نام حضرت عبداللہ تھا جو عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ یہ ایک سکھ سکالر کی غلط بیانی ہے جو اس سے اسلام کی تعلیم اور تاریخ سے ناواقفیت کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے۔

۱۹۶۹ء میں ہی جب ہم نے اس جنم ساکھی کو پڑھا تو یہ غلطی ہمارے علم میں آئی۔ ہم نے اسی وقت "اشوک" جی کو اس غلطی سے آگاہ کر دیا۔ "اشوک" جی نے اپنی جوابی چٹھی میں وعدہ کیا کہ جب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوگا تو اس میں اس غلطی کی اصلاح کر دی جائے گی اور اس کے بعد ہمیں کوئی پتہ نہیں چلا کہ اس کتاب کا کوئی اور ایڈیشن شائع ہوا یا نہیں۔ اگر شائع ہوا تو کیا اس میں اس کی اصلاح کی گئی یا نہیں۔ بہرحال یہ اسلام اور تاریخِ اسلام کے سراسر خلاف اور غلط بات ہے۔ حضرت عبدالمطلب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے اور حضور کے والدِ ماجد کا نام حضرت عبداللہ تھا۔ اس سلسلہ میں سردار کاہن سنگھ نابھہ کا بیان ہے۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)۔ اسلام کا بانی۔ قریش قبیلہ کے (حضرت) عبداللہ کا بیٹا جو (حضرت) آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے عرب کے شہر مکہ (معظمہ) میں ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاندان مکہ میں معزز سمجھا جاتا تھا۔ مندرکعبہ (حضرت) عبداللہ کے والدِ ماجد حضرت عبدالمطلب کی ہی سرداری میں تھا۔"

(مہان کوش صفحہ ۷۳۳)

اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ ودوانوں کے نزدیک بھی مشہور سکھ سردار شمشیر سنگھ جی اشوک کا حضرت عبدالمطلب کو رسولِ پاکؐ کا والد ظاہر کرنا ایک غلطی ہے۔ حضورؐ کے والدِ ماجد کا اسمِ مبارک سردار کاہن سنگھ جی کے نزدیک بھی حضرت عبداللہ تھا جو حضرت عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ ہماری پھر درخواست ہے کہ سردار شمشیر سنگھ جی اشوک اس غلطی کو جلد از جلد درست کر دیں ورنہ ان کی یہ غلطی ان کی سکالرشپ پر بدنما داغ ہی ثابت ہوگی۔ اس غلطی کو پریس غلطی کا نام بھی نہیں دیا جا سکتا۔ سکھ کمپوزیٹر تو اس کے قطعی واقف نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے تو حضرت عبدالمطلب کا نام بھی نہیں سنا ہوگا۔ ہمیں "اشوک" نے جو جوابی چٹھی لکھی اس سے یہ بھی واضح ہوتا تھا کہ یہ غلطی ان کی اپنی ہے اور ان سے لاعلمی میں سرزد ہوئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس غلطی کی اصلاح کرنے کی توفیق دے۔ جب ان پر غلطی واضح کر دی گئی تو شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی فوراً اصلاح کر دی جائے اور دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کیا جائے۔

۲۔ ایک سکھ ودوان گیانی اجمیر سنگھ جی ایم اے چیف ایڈیٹر رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ بھسوڑ نے ایک مرتبہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیم اور مقدس حیات کے بارہ میں سلسلہ مضامین شروع کیا تھا۔ اس کی دوسری قسط میں ایک مقام پر انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ظاہر کرنے کی جسارت کی تھی جیسا کہ انہوں نے لکھا تھا:۔

"دوسرے نمبر پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے (حضرت) علی نے اسلام مذہب اختیار کر لیا۔"

(رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ بھسوڑ مئی ۱۹۵۷ء)

یہ ایک صریح غلط بیانی ہی تھی جو ایک تعلیم یافتہ ایم۔اے پاس سکھ ودوان اور ایک رسالہ کے چیف ایڈیٹر سے سرزد ہوئی تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور حضرت ابوطالب کے فرزند تھے۔ حضرت علیؓ کی شادی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ہوئی تھی۔ آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ آپ کے بطن سے حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت محسنؓ تین فرزند پیدا ہوئے۔ سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ:۔

"علی ـــ آپ (حضرت) ابوطالب کے فرزندِ ارجمند اور حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ کے خاوند تھے۔ ان کی پیدائش ۵۹۹ء میں ہوئی۔ آپ چوتھے خلیفہ مقرر ہوئے ..... حضرت رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی حضرت فاطمہ کے بطن سے ان کے ہاں تین بیٹے (حضرت) حسن، (حضرت) حسین اور (حضرت) محسن پیدا ہوئے۔"

(مہان کوش صفحہ ۲۷۷)

سردار بہادر کاہن سنگھ نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے بیٹے تھے اور ان کی شادی رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی دخترِ نیک اختر حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے ہوئی تھی اور حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت محسنؓ ان کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

شیعہ حضرات محرم میں خاص طور پر حضرت حسین علیہ السلام کا یوم شہادت مناتے ہیں۔

جب گیانی اجمیر سنگھ جی ایم اے چیف ایڈیٹر رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ کی یہ غلط بیانی ہمارے علم میں آئی تو ہم نے فوراً اسی وقت ان کو اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ گیانی اجمیر سنگھ جی نے سعادت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کی فوراً اصلاح کر دی۔ چنانچہ انہوں نے اس تعلق میں یہ نوٹ شائع کیا کہ

"ایک غلطی کی اصلاح

گیانی عباد اللہ صاحب پاکستان سے ارسال کردہ اپنی ایک چٹھی میں لکھتے ہیں کہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ کے مہینہ بیساکھ مئی ۱۹۵۷ء کے پرچہ میں صفحہ ۱۳ پر ایک اصلاح کی ضرورت ہے۔ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے نہیں تھے بلکہ آپ کے چچا کے فرزندِ ارجمند تھے اور آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپ سے بیاہی گئی تھیں۔ قارئین کرام اس کی اصلاح کر لیں۔"

(رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۵۷ء)

ہم گیانی اجمیر سنگھ جی ایم۔اے کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری درخواست کو قبول کرتے ہوئے ایک غلطی کی اصلاح فوراً کر دی اور یہی سعادت مندی کا تقاضا ہے۔ انسان تو غلطیوں کا پتلا ہے۔ اس سے قدم قدم پر غلطیاں ہوتی رہتی ہیں گورو گرنتھ صاحب میں اس سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

ساس ساس ہم بھولن ہارے

کسی غلطی کے سامنے آنے پر اس کی اصلاح کی طرف توجہ دینا انسانیت کا اوّلین تقاضا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا قرار دینا کوئی معمولی غلطی نہ تھی۔ اگر گیانی اجمیر سنگھ جی اس پر اصرار کرتے تو یہ ان کی جہالت کا ثبوت ہوتا اور لوگ یہی کہتے کہ گیانی اجمیر سنگھ جی نے نیک نمونہ نہیں چھوڑا اور اپنی غلطی کو درست کرنے کی بجائے اس پر اڑ گئے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے انہیں اس بات کی توفیق دی کہ اسلام کی تاریخ کے خلاف ایک بات کی ہم نے اصلاح کروا دی۔

۳۔ رسالہ پارلیمنٹ گزٹ کے ایک ایڈیٹوریل میں ایک مرتبہ یہ شائع ہوا تھا کہ

"حضرت بی بی فاطمہ کے دونوں لڑکے کربلا کے میدان میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ ان کی موت سے سارا عرب سوگوار ہوگیا۔ اسلامی ممالک میں آج تک محرم کا تیوہار ان کی یاد میں منایا جاتا ہے۔"

(رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۷ء)

اس سے یہ واضح ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہی کربلا کے میدان میں حضرت حسنؓ بھی شہید ہوگئے تھے۔ اسلامی تاریخ کی رو سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ثابت ہے حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے پہلے حضرت حسنؓ زہر دے کر ہلاک کر دیئے گئے تھے یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام دونوں اکٹھے کربلا میں شہید نہیں ہوئے تھے۔ کربلا کا واقعہ صرف اور صرف حضرت حسین علیہ السلام سے ہی تعلق رکھتا ہے اس بارہ میں ایک سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ کا یہ بیان ہے کہ

"حسن: خلیفہ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ کا بڑا بیٹا۔ یہ یکم مارچ ۶۲۵ء .... میں پیدا ہوا جو اپنے باپ کی وفات کے بعد پانچواں خلیفہ مقرر ہوا لیکن چھ ماہ کے بعد خلافت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کی بیوی زاہدہ نے یزید بادشاہ کے کہنے پر حسن کو زہر دے کر ۷ مارچ ۶۶۹ء کو شہید کر دیا۔"

(مہان کوش صفحہ ۱۹۱)

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نے حضرت حسین علیہ السلام کے بارہ میں یہ معلومات پہنچائی ہیں:

"حسین: حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی حضرت فاطمہ کے بطن سے حضرت علی کا دوسرا بیٹا جو مدینے میں ..... میں پیدا ہوا اور کربلا کے میدان میں (جو بغداد سے ساٹھ میل جنوب مغرب کی طرف ہے) .... یزید کے جرنیل شمر کے ہاتھوں بہت بے رحمی سے ۱۸ اکتوبر ۶۸۰ء کو تین دن کا پیاسا شہید کیا گیا۔"

(مہان کوش صفحہ ۲۰۸)

اس سے بھی اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اکٹھے شہید نہیں ہوئے۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کربلا کے میدان میں ۶۸۰ء میں ہوئی تھی اور حضرت حسن علیہ السلام گیارہ سال قبل ۶۶۹ء میں شہید ہو چکے تھے اور دونوں بھائیوں کی شہادت میں ہفتہ دو ہفتہ یا مہینہ دو مہینہ کا فرق نہیں بلکہ پورے گیارہ سال کا فرق ہے۔ یہ بھی ایک غلط بیانی کہلائے گی جو اسلام کی تاریخ سے ناواقفیت پر دلالت کرے گی کیونکہ کوئی سمجھدار اور واقف کار اس قسم کی غلطی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اگر سکھ ودوان اسلام کے بارہ میں کچھ لکھنے سے قبل تحقیق کر لیا کریں تو اس قسم کی غلطیاں سرزد نہیں ہو سکتیں۔ ایسی غلطیاں پریس غلطیاں نہیں کہلا سکتیں۔ ہم نے مکرم ایڈیٹر صاحب کو اس غلطی کی طرف بھی توجہ دلادی تھی۔ شاید ہماری چٹھی ان تک نہیں پہنچی اور راستہ میں ہی ضائع ہو گئی ورنہ ہمیں یقین تھا کہ وہ اس کی اصلاح بھی ضرور کر دیتے۔

(باقی)

وقفِ عارضی

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہت سی نعمتوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں تمہاری زندگی کے لمحات بھی ہیں، عمر بھی ہے۔ جب ہماری طرف سے اپنی عمر اور وقت کا کچھ قربان کرنے کے لیے تمہیں آواز دی جائے تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس آزمائش میں بھی پورے اترو تا ہمارے فضلوں کے وارث ٹھہرو۔"

(خطبہ جمعہ الفضل ۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۲)

احباب جماعت وقت کی قربانی اپنے رب کے حضور وقفِ عارضی کی صورت میں پیش فرمائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن)

حق ادا کیجئے

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے فَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کہ اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کو دوسروں تک پہنچاتا وہ بھی اللہ تعالےٰ کے انعام میں حصہ دار بن سکیں۔

چودھویں صدی کا سب سے بڑا انعام حضرت اقدس کا ظہور ہے اس نعمت کی اشاعت کرنا ہمارا فرض ہے اور اسی فرض کی ادائیگی کے لیے ماہ اگست / ستمبر میں مجالس انصاراللہ ایک ہفتہ اصلاح وارشاد منا رہی ہیں جس میں (۱) مجالس سوال و جواب۔ (۲) سلائیڈز۔ مووی فلم وی۔ سی۔ آر کے ذریعہ تبلیغی مساعی سے احباب کو متعارف کرانا (۳) زائرین ربوہ کے وفود کا انتظام کرنا شامل ہیں۔ ناظم صاحب ضلع اپنی مجالس کے حلقے بنا کر ہفتہ اصلاح وارشاد کی تاریخیں مقرر کر کے مجالس سے عملدرآمد شروع کروا دیں اور ہمیں بھی تفصیلی پروگرام سے مطلع رکھیں۔

(قائد اصلاح وارشاد انصاراللہ)

جناب فیض عالم خانصاحب فیض چنگوی کی یاد میں

مکرم سید محمد میاں صاحب سلیم شاہجہان پوری۔ نواب شاہ

خاندانی حالات:۔ فیض صاحب کے آباؤ اجداد کا سلسلہ اوپر جا کر ہندو راجپوت راجاؤں میں راجہ اننگ پال سے مل جاتا ہے۔ ان کے نانا حضرت حکیم خواجہ کرم داد خاں صاحب جو ریاست جموں و کشمیر کے شاہی طبیب تھے اور جنہوں نے قریباً ایک سو سترہ سال کی عمر پا کر فروری ۱۹۵۰ء میں انتقال کیا۔ حضرت اقدس کے صحابہ میں شامل ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ فیض صاحب کو اپنے نانا صاحب کی زبانی جو حالات معلوم ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ اننگ پال کی اولاد چوبیسویں پشت میں مسلمان ہو گئی تھی۔ سب سے پہلا شخص جس کو مشرف بہ اسلام ہونے کی توفیق ملی وہ راجہ بٹن پال کا بیٹا تھا جس کا اسلامی نام بنگش خاں رکھا گیا۔ فیض صاحب کا آبائی گاؤں جو چنگا کہلاتا تھا بعد میں چنگا بنگیال کے نام سے مشہور ہوا۔ بنگیال سے مراد بنگش خاں کی آل تھی۔ یہ گاؤں متعدد چھوٹی چھوٹی بستیوں پر مشتمل ہے لیکن ہر بستی کسی نامور ہستی کے نام سے موسوم ہے۔ لیکن مجموعی طور پر یہ بستی چنگا بنگیال کہلاتی ہے۔ یہ گاؤں ضلع راولپنڈی کے مشہور ریلوے اسٹیشن گوجر خاں سے جانب شمال پونچھ اور کشمیر جانے والی شاہراہ پر قریباً چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیرھویں صدی گزرنے کے بعد چودھویں صدی کے بالکل آغاز میں اس گمنام سرزمین کو ایک بہت بڑے نامور بزرگ کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بزرگ حضرت محمد فضل خان چنگوی تھے۔ جو نہ صرف عربی فارسی اور اردو زبانوں کے عالم تھے بلکہ انگریزی زبان پر بھی کافی عبور رکھتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب حضرت خواجہ کرم داد خان صاحب کے حقیقی برادر خورد تھے اور ان کو بھی حضرت اقدس کے ۳۱۳ بزرگ ترین صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ یہ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے اسرار شریعت (ہر سہ حصہ) فتاویٰ احمدیہ اور فتوحات کلّیہ کے پچپن باب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ مولوی صاحب گو اصطلاحاً تو شاعر نہ تھے تاہم آپ کی عالمانہ اور پر معارف تحریرات میں شاعری کی جھلک اور اس سے پسندیدگی کا رجحان ضرور پایا جاتا ہے۔

طالب علمی کا زمانہ

فیض صاحب کا بچپن اسی بزرگ اور اہل علم ہستی کے زیر سایہ پروان چڑھا۔ اس لئے آپ کو بھی ایام طفولیت ہی سے علمی ادبی اور مذہبی مشاغل سے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ جب آپ بنگہ ضلع جالندھر کے ڈی بی ہائی اسکول کی پانچویں اور چھٹی جماعت میں زیر تعلیم تھے ہفتہ وار اجلاس میں خود اپنی کہی ہوئی نظمیں پڑھا کرتے تھے بعد ازاں یہ سلسلہ گوجر خاں اسلامیہ ہائی اسکول کی ساتویں جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک برابر قائم رہا۔ اسکول کے علمی و ادبی ماحول سے نکلنے کے بعد آپ کو تلاش معاش میں بنگال جانا پڑا جہاں اردو ادب کی آبیاری تو درکنار بولنے سمجھنے والا بھی اس زمانہ میں ناپید تھا۔ ایسے ناسازگار ماحول میں فطری بلکہ شوق قلب کی گہرائیوں میں دب کر رہ گیا لیکن اللہ تعالےٰ کو آپ سے کئی علمی کام لینا تھے اسی لئے آپ کے اس علمی و ادبی جذبہ کو پروان چڑھانے کے لئے قدرت نے آپ کو ایک ایسی رفیقۂ حیات عطا فرمائی جس کے گھر میں قدم رکھتے ہی فیض صاحب کی زندگی کے ایک نہایت بابرکت دور کا آغاز ہوا۔ یہ داستان اتنی ایمان پرور ہے کہ ایک نیک انسان کی روح اس کو سن کر وجد میں آجاتی ہے لہذا یہ دلکش و ایمان افروز داستان خود فیض صاحب کی زبانِ قلم سے سماعت فرمائیے۔ فرماتے ہیں۔

کامیاب ازدواجی زندگی

ایک لمبے عرصہ تک اردو ادب کے ماحول سے دور رہنے کی وجہ سے باوجود فطری میلان طبع کے جذبہ شعر میرے قلب کی گہرائیوں میں دب کر رہ گیا تھا۔ ادھر ہر طرف پھیلی ہوئی حیا سوز بے حجابیاں ایمان طلب عریانیاں ادھر دریائے شباب کی طلاطم خیز طغیانیاں میرے قلب سادہ پر اپنا بھیانک سایہ ڈالنے ہی والی تھیں کہ غیب سے مجھ ناچیز کی حفاظت کے سامان پیدا ہو گئے اور خدائے بزرگ و برتر کی بے پایاں رحمت نے مجھ جیسی بے مایہ اور ناکارہ ہستی کو بیداریٔ شعور کی ابتدائی منازل ہی میں اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا اور میری زندگی کے اس نازک ترین دور میں ایک نہایت اعلیٰ خاندان کے مذہبی ماحول میں پرورش و تربیت یافتہ حسن ظاہری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وباطنی سے آراستہ و پیراستہ اور مجسمۂ زہد و اتقا دوشیزہ کو میری رفیقۂ حیات بنا دیا۔

فالحمد للہ علی ذالک

خاکسار کی یہ شادی حضرت مولوی رحمت اللہ صاحبؓ صحابی حضرت اقدس کی بڑی صاحبزادی حفیظہ بیگم سے (جو حضرت مولوی صاحب کی دوسری بیوی زیوراں بیگم صحابیہ حضرت اقدس بنت حضرت خواجہ کرم داد خان صاحب کے بطن سے تھیں) عمل میں آئی۔ یہ شادی عجیب حالات میں محض تصرف الٰہی کے سلسلہ میں وقوع پذیر ہوئی کیونکہ اُس وقت تک میرے والد ماجد چوہدری فضل احمد خانصاحب غیر احمدی تھے۔ میری بارات میں سوائے میری ذات کے تمام اعزہ غیر احمدی تھے یہاں تک کہ میرے والد صاحب نے (جہانتک مجھے یاد ہے) معہ دیگر باراتیوں کے نماز بھی غالباً احراریوں کی مسجد میں ادا کی۔ ان نامساعد حالات میں اس رشتہ کا سرانجام پاجانا سوائے فضلِ ایزدی کے اور کس بات پر محمول کیا جاسکتا ہے

میری رفیقۂ حیات میرے گھرانے میں ایک نہایت پاکیزہ اور روحانی انقلاب لانے کا موجب بنی۔ اُن کے گھر میں قدم رکھتے ہی میری اپنی ذات کے علاوہ تمام افراد خاندان میں ایک روحانی تغیر شروع ہو گیا۔ گو میری بیوی کی عمر اُس وقت پندرہ سال کے قریب تھی لیکن اُس عمر میں بھی قرآن کریم کا اکثر حصہ بامعنی سمجھ لینے کے علاوہ سلسلہ کی بہت سی کتب اور ضروری مسائل فقہ و حدیث کا مطالعہ اپنے والد بزرگ کی نگرانی میں کر چکی تھیں۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد ادا کرتی تھیں۔ نمازوں میں خشوع و خضوع اور گریہ و زاری کا عالم تھا۔ تلاوتوں میں اکثر مشغول رہتی تھیں۔ علاوہ ان روحانی اور اعلیٰ اخلاقی زیورات سے مزین ہونے کے اردو زبان کی بھی شیدائی تھیں اور اردو کی ایک اچھی ادیبہ اور انشاپردازی کی وافر صلاحیت اپنے اندر رکھتی تھیں جس نے میرے ذوق شعری کو جو عرصہ دراز سے دل کی گہرائیوں میں پناہ گزیں ہو چکا تھا دوبارہ تحریک دیکر جلا بخشی۔

ایک اہم اور ایمان افروز واقعہ

میری رفیقۂ حیات کو اخلاقی مسائل پر اتنا عبور تھا اور ان کی جرأت ایمانی اور غیرت دینی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ بر بھوم صوری میں جو اب مغربی بنگال (ہندوستان) کا حصہ بن چکا ہے میری بڑی مخالفت شروع ہوئی اور مجھے مخالفین کے بعض اعتراضات پر بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ میں نے گھر آکر جب اس کا ذکر اپنی اہلیہ سے کیا تو انہوں نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے ہم اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ایک نظام میں منسلک ہیں۔ آپ دو پیسے کا کارڈ اپنے مرکز (قادیان) کو لکھ دیں۔ وہاں سے کسی مبلغ کو یہاں بھیجدیا جائے گا۔ دوسری طرف ان مخالفین کا یہ عالم ہے کہ ان کا کوئی دینی نظام نہیں ان کو پہلے تو چندہ جمع کرنے کی فکر ہوگی اُس کے بعد کہیں یہ اس قابل ہوں گے کہ اپنا کوئی عالم مقابلہ کے لئے بلا سکیں۔ لیکن مرکز اطلاع دینے سے قبل میں آپ کو ایک ترکیب بتاتی ہوں آپ اس پر عمل کریں اور وہ یہ کہ ہمارے مکان کے سامنے جو بڑ کا درخت ہے وہاں مناظرہ کا مقام مقرر کروائیں اور حفاظت کے لئے پولیس کا انتظام کروائیں مخالف فریق آپ کی حفاظت کا ذمہ لے۔ تمام رؤساء اور علماء شہر کے علاوہ پبلک میں بھی مناظرہ کا اعلان کرا دیا جائے۔ مناظرہ کا طریق یہ ہوگا کہ مخالف علماء اپنے اعتراضات تحریری طور پر پبلک کو سنا دیں پھر وہ اعتراضات آپ میرے پاس لے آئیں میں جو جوابات لکھ دوں وہ آپ باہر جا کر پبلک کو سنا دیں اسی طرح میرے تحریر کردہ اعتراضات جلسہ عام میں سنا دیئے جائیں جس کے جوابات غیر احمدی عالم لکھ کر پبلک کو سنا دیں۔ میں نے باہر جا کر ان مذکورہ بالا شرائط کا ذکر فریق مخالف کے نمائندوں سے کیا بلکہ چیلنج دے دیا لیکن کسی نے میرے چیلنج کو قبول نہ کیا لیکن میری بیوی کی دلیری اور جرأت ایمانی کا اُن پر بہت اثر ہوا۔ مذکورہ بالا واقعہ کے بیان سے کسی اپنی ذاتی خوبی کا اظہار مدنظر نہیں بلکہ اس حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھانا ہے کہ ایک اعلیٰ تربیت یافتہ لڑکی کسی خاندان میں کسی حد تک تغیر پیدا کر سکتی ہے۔ آج خدا کے فضل سے میرے پورے خاندان میں کوئی غیر احمدی نہیں حتیٰ کہ خاکسار کے والد بزرگوار نے بھی ۱۹۳۷ء میں احمدیت کو قبول کر لیا۔ اور خود قادیان جا کر حضرت مصلح موعود کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی۔ اُن کی وفات ۱۹۵۲ء میں ہوئی اور خدا کے فضل سے آخری وقت تک احمدیت کے دلدادہ رہے۔

سوانح حیات طبع کرانے کا خیال

یہ برکات اور دعاؤں، اتفاق و یگانگت محبت و خلوص کا ایک لمبا زمانہ ہے جو چونتیس ۳۴ پینتیس سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اس دور کے چیدہ چیدہ واقعات میں نے کتابی صورت میں علیحدہ جمع کئے ہوئے ہیں جو ہماری کامیاب اہلی زندگی کا ایک نہایت حسین مرقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس کو شائع کرا دوں گا کیونکہ اس میں بیویوں، بچیوں، ماؤں اور بہنوں سب کے لئے ایک دیندار اور وفا شعار زندگی بسر کرنے کے لاتعداد اسباق موجود ہیں۔

حقیقی تعلیم کا حصول

جہانتک میری دینی تعلیم کا تعلق ہے مجھے اس حقیقت کے اظہار میں بیحد خوشی ہوتی ہے کہ مجھے قرآن شریف بھی میری بیوی نے ہی پڑھایا اس کے علاوہ تمام دینی مسائل میں نے اپنی رفیقۂ حیات ہی سے سیکھے۔ علاوہ ازیں اُن کی علم دوستی نے مجھے دوبارہ ادبی دنیا سے روشناس کرایا۔

شاعری کے متعلق آپ کا نظریہ

ابتدائے عمر میں فیضؔ صاحب کو بعض ایسے بزرگوں سے بھی واسطہ پڑا جن کے خیال میں شعر گوئی ایک لغو فعل تھا جس سے احتراز لازم ہے۔ لیکن مرور زمانہ سے یہ نظریہ اپنی جگہ قائم نہ رہ سکا اور فیضؔ صاحب پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکار ہو گئی کہ بعض شرائط کے ساتھ فن شعر گوئی مذموم نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ اس نظریہ پر قائم ہو جانے کے بعد آپ نے نظمیں لکھنی شروع کیں لیکن بنگال جیسے خطہ میں جو اس زمانہ میں اردو ادب کے لئے سازگار ماحول نہ رکھتا تھا بغیر کسی استاد کامل کی راہنمائی کے میدان شاعری کو سر کرنا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن قدرت نے غیب سے سامان فراہم کر دیئے اور فیضؔ صاحب کو ۱۹۴۰ء میں ہمیشہ کے لئے بنگال کو خیرباد کہنا پڑا

جس زمانہ میں آپ شملہ کی ایک کوٹھی دارالاسلام میں رہائش پذیر تھے اسی کوٹھی کی بالائی منزل میں چک عبدالخالق ضلع جہلم پنجاب کے ایک نامور آل سادات سکونت پذیر ہوئے۔ یہ نامور سید صاحب ادبی دنیا کی جانی پہچانی شخصیت سید ضمیر حسین جعفری تھے جو ایک اعلیٰ پایہ کے ادیب اور شاعر ہونے کے علاوہ نہایت درجہ خلیق، ملنسار، علم دوست اور ہمدرد انسان بھی ہیں۔ ان کے فیضِ صحبت نے فیضؔ صاحب کی شاعری کو پر پرواز عطا کئے۔ جعفری صاحب شملہ میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں فیضؔ صاحب کو اپنے ہمراہ لے جانے لگے اور اس طرح فیضؔ صاحب کو اپنا فن پبلک میں پیش کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جعفری صاحب کی تنقیدی اور اصلاحی راہنمائی نے اس خلا کو پُر کر دیا جو عرصۂ دراز سے فیضؔ صاحب کی شاعری اور اس کی ارتقائی منازل کے درمیان حائل تھا۔ ابتداء میں جعفری صاحب کی قیام گاہ پر چھوٹے پیمانہ پر ادبی مجالس شروع ہوئیں جنہوں نے بعد ازاں وسعت اختیار کر کے اسٹڈی سرکل کی صورت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ شملہ کے شعراء حضرات باری باری اپنے گھروں یا ہوٹلوں میں مشاعرہ کرانے لگے۔ اس زمانہ میں تقریباً ہر ایسے مشاعرے میں فیضؔ صاحب نے شرکت کی اور اپنی اصلاح شدہ نظموں سے داد وصول کرتے رہے۔ اسلامیہ سکول شملہ میں کئی مشاعرے ہوئے پھر اسٹڈی سرکل نے بڑے پیمانہ پر آل انڈیا مشاعرے کا انتظام کیا جسمیں جگرؔ مرادآبادی۔ اخترؔ ہوشیارپوری اور حفیظؔ جالندھری کے علاوہ دیگر مشہور شعرائے برصغیر نے شرکت کی۔ اس مشاعرے میں فیضؔ صاحب نے ہستی باری تعالیٰ پر ایک نظم پڑھ کر سامعین سے اپنی قادر الکلامی اور معنویت کلام کا لوہا منوالیا۔ جعفری صاحب اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے فیضؔ صاحب سے اصرار کر کے ان کے منظوم کلام کو اس وقت کے مشہور رسالوں اور اخباروں میں بھجوانا شروع کیا اور یہ سلسلہ اب تک قائم ہے۔ فیضؔ صاحب نے ابھی تک اپنا مجموعہ کلام شائع کرانے کی طرف توجہ نہیں کی لیکن بعض قدردان اصحاب کی (جن میں راقم الحروف بھی شامل ہے) کوششیں جاری رہیں تو یہ نادر و مفید کلام ایک دن زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آجائے گا۔ (آپ کا مجموعہ کلام تقدیس افکار کے نام سے شائع ہو چکا ہے)۔

ویسے آپ کا کلام روزنامہ "الفضل" قادیان (اب ربوہ)۔ ماہنامہ "الفرقان" (ربوہ) "اصلاح" کشمیر۔ ماہنامہ "دستکاری" دہلی "تعمیر" راولپنڈی ماہنامہ "خالد" (ربوہ)، ماہنامہ "تحریک جدید" (ربوہ) اور دیگر رسائل میں برابر چھپتا رہتا ہے۔

کلام کی چوری

تقسیم برصغیر کے بعد ایک سانحہ پیش آیا اور وہ یہ کہ جس کاپی میں فیضؔ صاحب کی قریباً ڈھائی سو غزلیں اور نظمیں محفوظ تھیں وہ کسی نااہل نے ۱۹۴۸ء میں چند دیگر درسی کتابوں کے ساتھ چرالی جس سے فیضؔ صاحب کو سخت صدمہ ہوا اور اس سانحہ کے زیر اثر کافی عرصہ تک خاموشی کا عالم طاری رہا۔

خدمات سلسلہ

فیضؔ صاحب کا قادیان جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا اور حضرت مصلح موعود کی خدمت میں لاہور حاضری

۱۹۴۷ء میں کراچی پہنچنے کے صرف سترہ روز بعد آپ نے درویشان قادیان میں شامل ہونے اور حفاظت مرکز کا اہم فریضہ انجام دینے کی نیت سے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں لاہور جانے کا ارادہ کیا اور اپنے اہل و عیال کو نہایت کسمپرسی اور تہیدستی کے عالم میں خدائے برتر کے سہارے کراچی میں چھوڑ کر درویشان قادیان میں جانے والے ایک قافلہ کے ہمراہ لاہور پہنچے۔ اس موقعہ پر آپ نے ایک الوداعی نظم "مجاہد کی روانگی" بھی تحریر فرمائی جو آپ کے جذباتِ عقیدت کی آئینہ دار ہے۔ اپنی طرف سے تو فیضؔ صاحب نے اس عظیم الشان قربانی دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن مشیتِ ایزدی آپ سے پاکستان ہی میں کام لینا چاہتی تھی۔ ہوا یہ کہ جب فیضؔ صاحب حضور کی خدمت میں لاہور پہنچے تو حکومت ہندوستان کی طرف سے قادیان جانے پر پابندی عائد ہو چکی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ رتن باغ میں آنے والے مہاجرین کی خدمت کریں۔ اور جب حضور کو معلوم ہوا کہ فیضؔ صاحب کے پاس بندوق ریوالور اور پی ٹی کی ٹریننگ کی سندات موجود ہیں تو حضور نے شیر محمد خان صاحب انسٹرکٹر کی مدد کرنے اور سب کو یہ ٹریننگ دینے کا حکم دیا۔ فیضؔ صاحب نے یہ کام باحسن خوبی انجام دیا لیکن کراچی کی ملازمت سے صرف ایک ماہ کی رخصت پر آئے تھے۔ لہذا جب یہ زمانہ ختم ہونے لگا تو پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک تحریری درخواست پیش کی جس میں عرض کیا کہ وہ ملازمت سے استعفا دے کر قادیان جانا اور حفاظت مرکز کا فریضہ انجام دینا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مزید کوئی قافلہ قادیان نہیں جاسکتا اس لئے آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فی الحال کراچی واپس چلے جائیں۔ فیض صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس طرح واپس چلے جانے والے لوگوں کو لوگ بھگوڑا کہنے لگتے ہیں۔ اس پر حضور نے فیض صاحب کے ہاتھ سے قلم لے لیا اور ان کی درخواست کے حاشیہ پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرما دیا

"فی الحال آپ واپس چلے جائیں ضرورت ہونے پر آپ کو واپس بلا لیا جائے گا"

بعد ازاں دستخط ثبت فرما دیئے۔ یہ قلم جس سے حضور نے مندرجہ بالا عبارت تحریر فرمائی بطور تبرک آج تک فیض صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

دیگر خدمات

یہ تو فیض صاحب کی قربانی کا ایک خاص واقعہ تھا جو یہاں درج کیا گیا ورنہ ان کی ساری عمر خدمات دین بجا لانے میں صرف ہوئی ہے۔ جس وقت شملہ میں تھے تو مسلسل پانچ سال تک وہاں کی جماعت کے جنرل سیکرٹری اور ایک سال مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد رہے۔ کراچی واپس آنے کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے مرکزی سیکرٹری تعلیم و تربیت زعیم حلقہ جیکب لائنز۔ جنرل سیکرٹری مجلس انصار اللہ قریباً دس سال اور کئی سال مربی الضلع رہے۔ علاوہ ازیں حلقہ جیکب لائنز کے پریذیڈنٹ بھی رہے۔ اور بالآخر جماعت احمدیہ کراچی کے مرکزی سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے چار پانچ سال تک خدمات بجا لانے کا موقعہ حاصل ہوا۔ ایک بڑی اہم خدمت سلسلہ جو فیض صاحب کو ۱۹۵۱ء کے بعد اور خصوصاً ۱۹۵۳ء کے پرآشوب زمانہ میں باحسن وجوہ انجام دینے کی توفیق ملی وہ اخبار "المصلح" کراچی کی ادارت کا فریضہ تھا۔ ۱۹۵۳ء اور اس کے بعد کے زمانہ میں جب سلسلہ کے تمام اخبارات بند ہو چکے تھے۔ "المصلح" پہلے ہفتہ وار اور پھر روزانہ بڑی آب و تاب کے ساتھ نکلتا رہا اور اس خلا کو جو سلسلہ کے اخبارات بند ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا بڑی حد تک پُر کرتا رہا۔ "المصلح" کے اجراء کا زمانہ بڑا ہی پُرآشوب تھا اور تن تنہا کسی روزنامے کو چلانا بظاہر ناممکن العمل نظر آتا ہے لیکن فیض صاحب نے بڑی ہمت، جوش اور ولولہ سے کام لیتے ہوئے شب و روز کے فرق کو مٹا کر اور ان تھک اور جان کاہ محنت شاقہ برداشت کر کے اس فریضہ کو بڑی خوبی سے نباہا اور اس شمع کو تیز و تند آندھیوں کے راستے میں گل ہونے سے محفوظ رکھا۔ ان کی اہلیہ صاحبہ (اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمتوں اور افضال کا وافر حصہ عطا فرمائے) اور صاحبزادے راجہ محمد اسلم صاحب نے اپنے اولوالعزم شوہر اور قابل صد احترام بزرگ والد کا پوری طرح ہاتھ بٹایا اور پروف ریڈنگ کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ ایک کاتب کی خدمات حاصل کر لی گئی تھیں جو اکثر فیض صاحب کے مکان پر موجود رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ (حال ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ) بابو اللہ داد خان صاحب اور جناب مولوی عبدالحمید صاحب کے بھرپور تعاون اور امداد کا ذکر ضروری ہے۔ جن کے قلمی تعاون نے اخبار مذکور کو ہمیشہ بروقت امداد پہنچائی اور اسے کبھی معیار سے گرنے نہیں دیا۔

انتظامی امور میں اخبار کو میجر شمیم احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اور جناب چودھری عبدالمجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت کراچی کا پورا تعاون ہر وقت حاصل رہا۔ مینیجر کی جگہ پر شیخ انوار رسول صاحب کام کرتے رہے اور سب سے بڑھ کر بہترین سرپرستی حوصلہ افزائی اور مدبرانہ رہنمائی جس محبوب شخصیت نے کی وہ محترم چوہدری عبداللہ خان صاحب کی ذات بابرکات تھی۔ علاوہ ازیں جماعت بھی تعاون حاصل رہا۔ فیض صاحب اس سلسلہ میں اظہار فرماتے ہیں۔

"خاکسار پرچہ کو خود جوڑتا۔ مضامین کو ترتیب دیتا اور پھر نوافل اور دعاؤں کے ساتھ تصور میں اپنے ناچیز قلم کو حضرت سلطان القلم کے دست مبارک میں دے کر نماز فجر کے بعد یا پہلے ایڈیٹوریل (اداریہ) لکھتا۔ اللہ تعالیٰ میرے قلم میں حرکت اور میرے خیالات میں برکت ڈالتا اور یہی وجہ کہ آج اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد جب اس زمانے کے اپنے لکھے ہوئے اداریوں اور حقائق کو پڑھتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ یہ میرے ہی ناکارہ قلم سے لکھے ہوئے ہیں اور یہ صداقت روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

ادبی خدمات

دوران قیام کراچی بعض اوقات مبلغین سلسلہ کے باہر جانے یا واپس آنے والوں یا دیگر اجتماعات میں حالات کے مناسب واقعاتی نظمیں پیش کرتے رہے۔ بعض احباب نے بارہا تحریک کی کہ تمام منظوم کلام کو جمع کر کے شائع کرا دیا جائے اور تمام اخراجات برداشت کرنے کی بھی بعض احباب نے پیشکش کی ہے امید ہے کہ ان کے ورثاء جلد اس طرف توجہ فرمائیں گے تاکہ سلسلہ کے متعلق واقعاتی نظمیں کتابی صورت میں محفوظ ہو جائیں اور آئندہ آنیوالے مؤرخ احمدیت کے لئے مواد فراہم کر سکیں۔

۱۹۲۹ء میں جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت کراچی کے ایما پر ایک مجلس "حسن بیان" کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس میں صرف کراچی جماعت کے احمدی شعراء اور اہل قلم حضرات شامل تھے۔ جناب خادم حسین صاحب نیاز اس کے صدر، جناب آفتاب احمد صاحب بسمل نائب صدر اور فیض صاحب اس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں بشیر الدین صاحب حماسی جوائنٹ سیکرٹری اور چوہدری نذیر احمد صاحب خازن قرار پائے۔ اس مجلس کے چند اجلاس بڑے کامیاب ہوئے لیکن فیض صاحب کی طویل علالت اور دفتری اور جماعتی کاموں کی مشغولیت نے دل جمعی کے ساتھ اس کام کو پورا کرنے کی مہلت نہ دی۔

تلمذ

فیض صاحب نے شاعری میں باقاعدہ طور سے تو کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا لیکن جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے سید ضمیر حسین صاحب جعفری نے آپ کی ابتدائی غزلوں اور نظموں پر تنقیدی اور اصلاحی نظر ڈالی۔ علاوہ ازیں بزم حسن بیان کے ایک بزرگ رکن جناب مولوی ظفر محمد صاحب ظفر نے بھی فیض صاحب کی بعض نظموں پر نظر ثانی فرمائی اور وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازتے رہے

میری اور دیگر احباب کی مسلسل تحریک، ترغیب اور پیہم اصرار کے نتیجہ میں فیض صاحب کا مجموعہ کلام "تقدیس افکار" کی صورت میں منظر عام پر آ چکا ہے جس میں میرا تعارف اور قیس مینائی صاحب کا مختصر تبصرہ بھی شامل ہے۔ کتاب کا ٹائیٹل پیج تقدیس افکار کی منہ بولتی تصویر ہے۔ عمدہ سفید کاغذ پر قلم برداشتہ اور صاف ستھری کتابت کے ساتھ یہ دیدہ زیب خریطہ اہل ذوق حضرات سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔

فیض صاحب نے بہت کچھ کہا ہے اور ہر مناسب موقعہ پر اپنی زبان قلم کو جنبش دی ہے۔ جو کچھ کہا ہے بہت خوب کہا ہے اور محبت اور عشق حقیقی کے رنگ میں ڈوب کر کہا ہے۔ ایسا کلام جو دل کی گہرائیوں سے نکلے اور از دل خیزد و بر دل ریزد والی کیفیت کا حامل ہو کسی تنقید و تبصرہ کا محتاج نہیں ہوا کرتا۔ فیض صاحب نے جگ بیتی بھی بیان کی ہے اور آپ بیتی بھی۔ آپ کی پُرگوئی فزود گوئی، حقیقت آفرینی، اور جذبات نگاری کے بحر تلاطم میں فنی موشگافیاں کاگ کی طرح اچھلتی کودتی اور تھپیڑے کھاتی نظر آتی ہیں۔ اہل دل آپ کے کلام پر وجد کرتے اور سر دھنتے ہیں اور نکتہ چین حیرت سے منہ تکتے اور ان کے کلام کے تاثرات کی گہرائی و گیرائی ناپتے رہ جاتے ہیں۔

دُعائے مغفرت

۱۔ خاکسار کی اہلیہ امۃ الرشید بیگم راولپنڈی میں مؤرخہ ۱۷ جولائی کو بوقت سحر چار بج کر تین منٹ پر ۵۰ سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ ایک عرصہ سے بیمار تھیں۔ مرحومہ بہت خوش اخلاق، نیک خصلت، متقی اور نہایت صابر شاکر خاتون تھیں۔ مرحومہ کا جنازہ اسی روز راولپنڈی میں نماز جمعہ کے بعد ادا کر کے بذریعہ ویگن رات کے نو بجے ربوہ لایا گیا جہاں اگلی صبح مؤرخہ ۱۸ جولائی بروز ہفتہ صبح سوا آٹھ بجے سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے احاطہ دفاتر صدر انجمن میں مرحومہ کی دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدہٗ موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی اور مکرم مولوی محمد احمد صاحب نے قبر تیار ہونے پر دعا کرائی۔

مرحومہ نے چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری عبدالکریم۔ مکان نمبر NE 22 7 4 گلی ۲۔ ڈھوک حکم داد راولپنڈی)

۲۔ میرا لڑکا بابر احمد عرف پپو عمر ۱۶ سال مورخہ ۱۰ رمضان المبارک مطابق ۱۳ جولائی کو اچانک بجلی کا کرنٹ لگنے کی وجہ سے چک ۲۱۵۔ گ۔ب ضلع فیصل آباد میں وفات پا گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ہم سب جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(خاکسار حفیظ اللہ زرگر رحمن آباد۔ ریلوے اسٹیشن باندھی ضلع نواب شاہ (سندھ))

اعلانِ نکاح

مؤرخہ ۵ اگست ۸۱ء بروز بدھ وار بعد از نماز عصر مسجد احمدیہ کوئٹہ میں پسرم عزیزی ڈاکٹر عبدالرشید ڈی۔ وی۔ ایم (D.V.M.) کا نکاح ہمراہ عزیزہ محترمہ شاہدہ ظہور صاحبہ بنت مکرم ظہور احمد صاحب (ریٹائرڈ پی۔ اے۔ ایف) محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعتہائے صوبہ بلوچستان و کوئٹہ شہر نے بعوض مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔

ڈاکٹر عبدالرشید صاحب مکرم حضرت محمد حیات صاحب صحابی تین سو تیرہ کے پوتے ہیں اور محترمہ شاہدہ ظہور صاحبہ جناب میاں عبدالکریم صاحب مرحوم کوئٹہ کی پوتی ہیں۔

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب سعید کو جانبین کے لئے روحانی و جسمانی ہر لحاظ سے بابرکت اور اثمار حسنہ کا موجب بنائے۔

(محمد عبدالرحمن صوبیدار میجر (ریٹائرڈ) ۱۵/۱-۲ ڈاکٹر مانو روڈ کوئٹہ شہر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدام بھائی توجہ فرمائیں

جیسا کہ خدام کو معلوم ہے کہ شعبہ صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے باقاعدہ طور پر (ٹائپ، شارٹ ہینڈ) اردو، انگلش کی کلاسز کا انتظام موجود ہے خدام سے گذارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ ٹائپ، شارٹ ہینڈ کی ضرورت ہر پڑھے لکھے خادم کو پیش آسکتی ہے۔ امید ہے خدام زیادہ سے زیادہ توجہ فرماویں گے

مہتمم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اعلانات

۱۔ مرکزی امتحانات کے حل شدہ پرچے مجالس جلد واپس بھجوادیں۔

۲۔ ماہ اگست کے مطالعہ کی کتاب "گناہ سے نجات" مقرر ہے اور
ماہ ستمبر " " " " آئینہ کمالات اسلام" مقرر ہے۔
خدام مطالعہ فرمائیں

۳۔ مرکزی مقالہ نویسی بعنوان "جنگ موتہ وغزوہ احزاب" حجم دس ہزار الفاظ

اوّل انعام : -/۷۰۰ روپے
دوم " : -/۵۰۰
سوم " : -/۳۰۰

آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء جو کہ گذر چکی ہے مجالس فی الفور مقالے مرکز میں بھجوادیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

وفات حسرت آیات

۱۔ میرا پیارا بھائی عبدالحلیم پسر میاں عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کو واپڈا کی طرف سے ۱۲ جولائی ۸۱ء کو لاہور سے بغداد (عراق) بھیجا گیا تھا۔ ۱۴ جولائی کو وہاں پہنچا اور ۱۵ جولائی کو کار کے حادثے میں شہید ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ۲۱ جولائی بروز جمعہ ربوہ پہنچا مکرم صوفی غلام محمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان بہشتی میں تدفین عمل میں آئی۔ بعد تدفین مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے دعا کرائی۔

مرحوم بھائی نیک سیرت، خوش اخلاق، ہر ایک سے محبت کرنے والا، روزہ، نماز اور تہجد کا پابند، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والا، غرباء کی مدد کرنے والا اور سلسلہ سے محبت رکھنے والا تھا۔ بھائی کی عمر بوقت وفات ۲۵/۲۶ سال تھی۔ مرحوم نے جوان سال بیوہ کے علاوہ ایک لڑکی بعمر ۷ سال اور ایک لڑکا بعمر ۵ سال اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ مرحوم بھائی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اس کے بیوی اور بچوں کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ (امۃ الحی اہلیہ میاں محمد ابراہیم صاحب مبلغ امریکہ)

۲۔ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ خاکسار کی والدہ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عطا محمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ جاکے چیمہ مورخہ ۷ اگست ۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے سات بجے وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ چند روز بخار میں مبتلا رہیں۔ وفات کے وقت عمر ۷۳ سال تھی۔

والدہ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد مبارک ربوہ کے سامنے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

والدہ صاحبہ مرحومہ بڑی نیک خاتون تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور جماعت احمدیہ کے ساتھ والہانہ محبت رکھتی تھیں۔ کئی سال تک لجنہ اماء اللہ جاکے چیمہ کی صدر رہیں۔ مقامی مسجد کی تعمیر کے ابتدائی امور کی انجام دہی کے لئے مرحومہ آٹا اکٹھا کرکے اور قریبی جماعتوں کی بہنوں میں چندہ کی تحریک کرکے روپے اکٹھے کرتی رہیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑیں جو سارے کے سارے بفضل تعالیٰ صاحب اولاد ہیں۔ خاندان حضرت اقدس، بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے والدہ صاحبہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ملک محمد انور۔ راولپنڈی۔ حال دارالبرکات ربوہ)

صنعتی نمائش بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ

اس سال لجنہ اماء اللہ کی سالانہ صنعتی نمائش انشاء اللہ تعالیٰ اجتماع کے موقعہ پر لگائی جائے گی۔

تمام شہروں کی لجنات اس میں شرکت کرنے کی کوشش کریں۔ مگر اس بات کو ضرور مدنظر رکھیں کہ ہمارے پاس جگہ بہت کم ہے۔ اس لیے اشیاء تعداد میں کم مگر معیاری لائیں۔ بازار سے خریدی ہوئی چیزیں نہ لائیں۔

(سیکرٹری نمائش لجنہ مرکزیہ)

مجلس انصار اللہ کی ماہانہ رپورٹ کارکردگی

ماہ رواں کے آغاز میں تمام مجالس انصار اللہ کو چھپے ہوئے ماہانہ رپورٹ فارم مہیا کردیے گئے ہیں۔ زعماء مجالس سے درخواست ہے کہ ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدہ فارم پُر کرکے مرکز کو ارسال کیا کریں۔

ماہانہ رپورٹیں مرکز کو ہر ماہ کی دس تاریخ تک ہر حال میں ارسال کرنا ضروری ہیں امید کی جاتی ہے کہ ماہ وفا/جولائی کی رپورٹ کارکردگی مرکز میں بروقت موصول ہوں گی۔ جزاکم اللہ۔

قائد عمومی
(مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اعلان گمشدہ موٹر ڈرائیونگ لائسنس

خاکسار کا موٹر ڈرائیونگ لائسنس نمبر ۳۵۴۶/T جس پر گٹی ضلع فیصل آباد کا پتہ درج ہے مورخہ ۱۲/۸ بروز بدھ صبح قریباً ساڑھے دس بجے مسجد مہدی سے فضل عمر ہسپتال جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو تو براہ کرم خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ پر پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

محمد معین اختر
معرفت خورشید یونانی دواخانہ گول بازار ربوہ

انصار اور سائیکل سکیم

صف دوم کے انصار (۴۰ سے ۵۵ سال تک) کوشش کریں کہ جن کے پاس سائیکل نہیں وہ حسب استطاعت نیا یا پرانا سائیکل خریدیں۔ رواں سال کا ٹارگٹ یہ ہے کہ سائیکل نہ رکھنے والے انصار کا کم از کم پانچواں حصہ اپنا اپنا سائیکل خریدلیں

(نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

درخواستِ دعا

خاکسار اپنے واجبات بروقت ادا نہ ہونے کی وجہ سے مالی طور پر پریشان ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری پریشانیاں دور فرمائے (مقبول احمد بھٹی باب الابواب ربوہ

آج کل چند کاروباری اور دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ خدا کی مدد اور نصرت کے لئے خصوصی دعاؤں کی التجا ہے۔ (محمد ظہیر الدین احمد۔ جی ٹی ایس بکسٹال لاہور)

"یاد رکھو جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس میں جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہیں سکھایا گیا تھا اسے بھول جاتے ہیں۔ جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم میں تقویٰ نہیں رہتا۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۰۲-۳۰۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ احمدیہ میں داخلہ ۲۲ اگست کو ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ العزیز مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ بوقت ۸ بجے صبح وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہوگا۔

امیدواران کو علیحدہ علیحدہ بذریعہ ڈاک بھی اطلاع دی جارہی ہے۔ جن امیدواروں نے داخلہ کے لئے درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ مقررہ وقت پر انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔

نوٹ: جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدوار کی عمر ۱۷ سال یا اس سے کم اور تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵٪ نمبر) ہونا ضروری ہے۔

(۲) انٹرویو کے وقت سکول یا کالج کے سرٹیفکیٹ کی اصل اور فوٹو سٹیٹ کاپی اور مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تعارفی چٹھی ساتھ لانا ہوگی۔

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید۔ ربوہ)

ورلڈ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کا اظہار تعزیت

ہم اراکین ورلڈ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن اپنے دو نہایت عزیز رفقاء کی ناگہانی وفات پر دلی رنج کا اظہار کرتے ہیں۔

مکرم محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب مرحوم ایک لمبے عرصے تک خدمات سلسلہ بجا لاتے رہے ہیں۔ پہلے پانچ سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں پھر تادم آخر افریقہ میں بطور مشنری ڈاکٹر خدمت دین اور خدمت خلق میں ہمہ تن مصروف رہے اور باوجود خرابی صحت کے آپ نے ہمیشہ سلسلہ کی خدمت کو اپنی ذات پر ترجیح دی۔ بلاشبہ آپ کا نمونہ احمدی ڈاکٹروں کے لیے قابل تقلید ہے۔

مکرم محترم ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب انصاری کراچی میں ایک لمبے عرصے تک خدمت خلق کرتے رہے ہمدردی خلق کی وجہ سے آپ اپنے حلقہ میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

ہمیں اپنے ان دونوں مخلص بھائیوں کی وفات پر دلی صدمہ پہنچا ہے اور ہم ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

(ہم ہیں اراکین ورلڈ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں جشن آزادی کی تقریب

ربوہ میں جشن آزادی کی تقاریب کے سلسلہ میں گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج میں ٹھیک نو بجے جناب پرنسپل ملک محمد بخش صاحب نے قومی پرچم لہرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی طلبا اساتذہ اور کارکنان کالج نے براہ راست پریذیڈنسی راولپنڈی سے ٹیلی کاسٹ کئے گئے قومی پروگرام میں بصورت مشاہدہ حصہ لیا۔ قومی ترانہ گایا اور صدر مملکت کی تقریر سنی۔ قومی تقریب کے بعد کالج کا جشن آزادی کا فنکشن ہوا۔ اس تقریب کی صدارت جناب پرنسپل صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن پاک پروفیسر عبدالغفار صاحب نے کی تلاوت کے بعد قومی ترانہ ہوا۔ جو مکرم پروفیسر مبارک عابد صاحب نے پڑھا اور سب حاضرین نے کھڑے ہو کر دہرایا۔ بعدہٗ مکرم پروفیسر سیف الرحمان صاحب اور مکرم پروفیسر محمد اعظم صاحب اور مکرم ایم ایس خالد صاحب نے تحریک پاکستان، قیام پاکستان اور قومی آزادی کی اہمیت اور اس کی سلامتی اور تحفظ سے متعلق مختلف تقاضوں اور اس کے پہلوؤں کو اجاگر کیا اور ان بے مثال قربانیوں کا ذکر کیا جو آزادی کی خاطر مسلمانان پاک و ہند نے دیں۔

آخر میں مکرم ملک محمد بخش صاحب پرنسپل کالج نے قیام پاکستان کے نظریاتی پس منظر کو واضح کرتے ہوئے نئی نسل کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ قوم کی نئی پود کو نظریہ پاکستان سے آگاہ کر کے ہی وطن عزیز کی سلامتی اور اس کے اغراض و مقاصد کے حصول کی ضمانت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جلسہ کے آخر میں وطن عزیز کی ترقی خوشحالی اور استحکام کے لئے دعا مانگی گئی۔ قومی جشن کے اس موقعہ پر اظہار مسرت کے طور پر طلبا و سامعین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

یہ تقریب نو بجے سے گیارہ بجے تک جاری رہی اور باوجود شدید بارش کے طلباء و اساتذہ نے بڑے جوش و جذبہ سے جشن آزادی کی اس تقریب میں حصہ لیا۔

مسجد احمدیہ گجرات میں نماز کسوف

۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء (مطابق ۲۸ رمضان ۱۴۰۱ ہجری) بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت سورج گرہن کے دوران مسجد احمدیہ گجرات میں نماز کسوف باجماعت ادا کی گئی۔ خاکسار نے مسنون طریق پر نماز پڑھائی۔ اور بعد میں ایک خطبہ دیا جس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اجرام فلکی میں یہ تبدیلی ہمیں اپنے نفوس میں نیک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ توبہ و استغفار کی تلقین کی اور خاص طور پر موجودہ حالات میں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق یہ دعا بالالتزام کرنے کی تحریک کی کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرمائے۔ مسلم ممالک میں اتحاد قائم ہو۔ خدا تعالیٰ ساری دنیا کو ہدایت دے اور اسلام کا سورج نصف النہار پر پہنچ کر کرۂ ارض کو روشن کرے۔ آمین

دو ہفتہ قبل چاند گرہن کے موقعہ پر احباب جماعت کو نماز خسوف انفرادی طور پر اپنے اپنے گھروں میں ادا کرنے کی تحریک کی گئی تھی۔

(ملک منصور احمد عمر (شاہد) مربی سلسلہ احمدیہ گجرات)

رمضان المبارک اور علم قرآن

جماعت احمدیہ کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد میں علاوہ درس حدیث اور نماز تراویح روزانہ دو مرتبہ درس قرآن مجید ہوتا رہا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد نصف پارہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جس میں مرد شرکت کرتے تھے اور حاضری ۶۰ فیصد رہی۔

اس کے بعد صبح ۹ بجے تا ۱۱ بجے مستورات میں وہی نصف پارہ درس دو گھنٹے ہوتا جس میں مستورات بڑی کثرت سے شامل ہوتی رہیں۔ اس درس میں حاضری ۷۵ فیصد رہی۔

رمضان المبارک کے آخر میں درس کی دوہرائی کی خاطر اطفال۔ خدام۔ انصار اور مستورات سے اپنے اپنے معیار کے مطابق تحریری امتحان لیا گیا۔ جس میں سب نے شرکت کی اور نہایت اچھے نمبروں سے کامیاب ہوئے۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان میں قرآن مجید کی حقیقی عظمت اور محبت پیدا کرے۔ آمین!

(حبیب احمد مربی سلسلہ کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد)

دعائے نعم البدل

میرے برادر نسبتی مکرم داؤد احمد صاحب چیپ الیکٹرک سٹور سورج گنج بازار کوئٹہ کا سب سے چھوٹا بچہ عزیز سمیع اللہ بعمر ایک سال نہایت مختصر سی علالت کے بعد سنڈیمن سول ہسپتال کوئٹہ میں عید الفطر کے تیسرے روز بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

عزیز سمیع اللہ ماسٹر بشیر احمد صاحب مرحوم کا پوتا تھا۔ اس کی نماز جنازہ مکرم جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ بلوچستان نے احمدیہ قبرستان کوئٹہ میں پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد بچوں کے قطعہ میں تدفین عمل میں آئی۔

قارئین الفضل دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین اور دیگر رشتہ داروں کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور ماں باپ کو نعم البدل سے نوازے۔ آمین

(عزیز الرحمٰن خالد۔ خادم سلسلہ مقیم کوئٹہ)

خدمت کی راہوں پر رواں دواں
دیرینہ خادم
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
سابق میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ — ربوہ
چوک گھنٹہ گھر — بالمقابل ایوان محمود